قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 31 مارچ 2022ء | 28 شعبان 1443 ہجری قمری | 31 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:78

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا (مال کو) روک روک کر نہ رکھو کہیں یہ نہ ہو کہ تم سے بھی روک لیا جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: گن گن کر (خدا کی راہ کیلئے) نہ رکھو کہیں یہ نہ ہو کہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے اور بچا بچا کر نہ رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ بھی تم سے بچا بچا کر رکھے۔

(صحیح بخاری)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

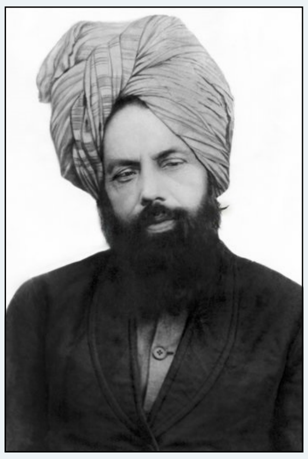

’’یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو نباہنا چاہیے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہوسکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔ ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتے ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 361 ایڈیشن 1988ء)

اَھۡلاً وَّ سَھۡلاً وَّ مَرۡحَبًا

ادارہ الفضل اپنے تمام قارئین کرام اور کرم فرماؤں کی طرف سے ماہ رمضان 1443 ہجری قمری کو اس دعا کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہے۔ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

(بنی اسرائیل:81)

اللہ تعالیٰ اس رمضان کو ہم سب کے لئے، جماعت احمدیہ کے لئے، امت محمدیہ اور کل عالم کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ ہمیں مقبول روزے رکھنے کی توفیق دے۔ ہماری تمام دعائیں اور مرادیں بھر آئیں۔ ہمیں اپنے خالق حقیقی کا ملاپ حاصل ہو اور اس کے اختتام پر سب کی اس نویں اسلامی مہینے میں نومولود کی طرح نئی روحانی پیدائش ہو رہی ہو۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیۡمٌ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنَّا

(ترمذی کتاب الدعوات)

(ایڈیٹر۔ ابو سعید)

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۳﴾

(آل عمران: 93)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’اگر شروع میں بجٹ جو بھی بنا اور اس کے بعد اگر حالات بہتر ہوئے تو بجائے اس کے کہ صرف بجٹ کے مطابق ادائیگی ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوئے ان کے مطابق اپنی ادائیگی کرنے کی طرف توجہ کریں‘‘

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 107)

’’یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمد ہے یہ سب اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس لیے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص بھی صحیح کرواؤ اور ادائیگی بھی صحیح رکھو تا کہ تمہاری روحانی حالت بھی بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کرسکو‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم 357)

اس شمارہ میں

- خلافت کے غلاموں کو جو شیطاں نے ستایا ہے (منظوم)
- When It's Gone,It's Gone
- سورۃ المرسلات، النبا، النازعات، عبس اور التکویر کا تعارف
- حضرت راجہ غلام حیدر خان رضی اللہ عنہ۔ یاڑی پورہ کشمیر
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ بصورت سوال و جواب
- رمضان، قرآن حفظ کرنے کا بہترین وقت
- رمضان اور فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کے تحت معیار زندگی
- خلیفۂ وقت سے ملاقات کے احوال
- آؤ! اُردو سیکھیں

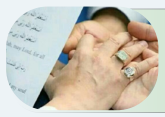

دربارِ خلافت

’’لوگوں کے گناہ بخشو اور اُن کی زیادتیوں اور قصوروں کو معاف کرو‘‘
(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کو سمجھتے ہیں، ہم تو اس حدیث کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھتے بلکہ ہمارے نزدیک تو اس کی وسعت دنیا کے ہر امن پسند انسان تک ہے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے کہ مسلمان مسلمان سے محفوظ ہے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وسعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ صرف مسلمان تک محدود نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر سلامتی پسند اور امن پسند شخص محفوظ رہتا ہے۔ پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا حقیقی ادراک جو تقویٰ سے ملتا ہے۔ اُن علماء کے پاس تو یہ تقویٰ ہے نہیں۔ وہ تو اپنی اَناؤں اور مفادات کے مارے ہوئے ہیں۔ نتیجۃً اس فہم و ادراک سے بھی محروم ہیں۔ پس جب تک ان کے ذاتی مفادات ختم نہیں ہوتے، جب تک ان میں قربانی کا مادہ پیدا نہیں ہوتا اور قربانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کی روح کو سامنے رکھ کر اور اس پر عمل کرتے ہوئے، اُس وقت تک چاہے کوئی جتنا بھی بڑا جُبّہ پوش ہو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مومن نہیں ہے۔ اور جو حقیقی مومن نہیں ہے اُس نے دوسروں کی رہنمائی کیا کرنی ہے۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک مولوی صاحب نے بیان دیا کہ احمدی ناسور ہیں۔ پتہ نہیں کہاں کے ناسور بیان کرنا چاہتا تھا، ملک کے یا کہاں کے؟ بہرحال احمدی تو ناسور نہیں ہیں۔ احمدی تو اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم سے دنیا کو روشناس کروا کر شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ احمدی وہ ہیں جن کی باتیں سن کر غیر مسلم بھی کہتے ہیں، اسلام کے خلاف لکھنے اور بولنے والے بھی کہتے ہیں کہ تمہارے اسلام اور دوسرے اسلام یا دوسرے علماء کے اسلام میں فرق ہے۔ یہ کیوں ہے؟ تب ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ہمارا اسلام وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا۔ ہمارا اسلام وہ ہے جو قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ اس کے مقابلے میں مولویوں کا جو اسلام ہے وہ ان کا خود ساختہ اسلام ہے اور مذہب کے نام پر ذاتی مفادات کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّہ کی آنکھیں بھی کھولے، اُن کے سینے بھی کھولے اور اُنہیں حقیقی اسلام سے روشناس کروائے جو آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کے ذریعہ سے دنیا میں پھیل رہا ہے۔

بہرحال ان باتوں کے علاوہ جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ ہم اپنے بارے میں بھی سو فیصد ضمانت نہیں دے سکتے کہ ہم ہر طرح، ہر سطح پر یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ پر عمل کرنے والے ہیں یا اس کی مثال کہلانے والے ہیں۔ اگر ہر کوئی اپنے جائزے لے تو اس کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور یہ صورت نظر آئے گی کہ ہمیں بھی کسی خوش فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ بڑے پیمانے پر نہ سہی، چھوٹے پیمانے پر ہی، اپنے ماحول میں ہی ہمیں اپنی یہ حالت نظر نہیں آتی اور جب چھوٹے پیمانے پر اس قسم کی حرکتیں شروع ہو جائیں تو پھر یہی بڑے بگاڑ بن جایا کرتی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اُس کی رحمت کے اپنے لئے تو خواہاں ہوتے ہیں لیکن دوسروں پر رحم کرنا اور معاف کرنا نہیں جانتے۔ اگر ہم رحم کے جذبے سے دوسروں کا خیال رکھنے والے ہوں تو جماعت کے بہت سے تربیتی مسائل اور قضائی مسائل بھی خود بخود حل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (النور:23) کہ پس چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

’’لوگوں کے گناہ بخشو اور اُن کی زیادتیوں اور قصوروں کو معاف کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہیں معاف کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور وہ تو غفور و رحیم ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 387)

پس اللہ تعالیٰ کی بخشش کا کون ہے جو خواہشمند نہ ہو۔ ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتا ہے جس کو اس دنیا میں بھی خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی ضرورت ہے اور اگلے جہان میں بھی، وہ تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصوروں کے معاف کرانے کا ہر وقت حریص ہوتا ہے۔ اگر یہ ٹھیک بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو پھر تم بھی میری اس صفت کو اپناؤ اور میرے بندوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں رحم کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ ابھارو۔

(خطبہ جمعہ یکم مارچ 2013ء)

خلافت کے غلاموں کو جو شیطاں نے ستایا ہے

خلافت کے غلاموں کو جو شیطاں نے ستایا ہے
خدا نے بارہا پہلے بھی ان کو آزمایا ہے

کھرا ہے کون اور کھوٹا یہاں پر کون ہے ان میں
خدا نے ابتلاؤں میں یہی سب کو دکھایا ہے

کہیں سستی نہ ہوجائے، کہیں منزل نہ کھو جائے
کچھ ایسے زلزلوں نے ہی تو غفلت سے جگایا ہے

خدا کا قرب پانے کا وسیلہ ایک ہی ہے بس
خلافت ہی کے قدموں میں یہ دل ہم نے بچھایا ہے

تھی قربت بھی خلافت سے، نجابت بھی تھی دو طرفہ
تجھے یوں شامتِ اعمال نے نیچے گرایا ہے

مسیحا کی جماعت کو ہو کیسا خوف فتنوں سے
خلافت کے توسط سے خدا کا سر پہ سایا ہے

خلافت نورِ یزدانی ازل سے جس کا وعدہ ہے
کہاں اس کو کبھی کافر نے پھونکوں سے بجھایا ہے

خلیفہ اس جہاں میں اک نمائندہ خدا کا ہے
خدائی عرش دنیا میں خلافت نے دکھایا ہے

نبوت امر ربی ہے خلافت سلسلہ اس کا
ہوئی تھی تخم ریزی جو تو اس کا پھل بھی پایا ہے

نظامِ آسمانی سے زمینی آگ ڈرتی ہے
خس و خاشاک تھا اس آگ نے جس کو جلایا ہے

ترے ایماں کا ہے پھر امتحاں مطلوب مولیٰ کو
نئے اک سامری نے جھوٹ کا بچھڑا بنایا ہے

یہ منصب ہے خلافت کا، سیاست مت اسے سمجھو
وہ بندہ ہے مگر اس میں خدا کا نور آیا ہے

ابن الواحد

اداریہ

When It’s Gone, It’s Gone

گزشتہ سال رمضان کے آخر میں مجھے لندن کے دو میگا سپر اسٹورز پر خریداری کے لئے جانا پڑا۔ ایک میں تو جا بجا ’’رمضان اسپیشل پیکج ‘‘ کے نمایاں بورڈز آویزاں نظر آئے۔ جہاں روزمرّہ کی اشیاء سستے داموں مسلمانوں کے لئے دستیاب تھیں تا وہ روزے اچھے طریق پر رکھ سکیں۔ گو اس پیکج سے غیرمسلم بھی فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ ایک دوست نے اسٹور کی انتظامیہ سے پوچھا کہ اتنے Large Scale پر ارزاں قیمت پر فروخت سے آپ کو نقصان نہیں ہوتا۔ جواب ملا کہ نہیں۔ جب Large Scale پر کوئی آیٹم ایک ہی دن میں فروخت ہوتا ہے تو منافع برابر ہو جاتا ہے اور دوسرا روحانی طور پر سستے داموں فروخت سے لوگوں کی ہمدردیاں (دُعائیں) ملتی ہیں۔ یہی وہ فلسفہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ربوہ بننے کے شروع کے دنوں میں احمدی تاجروں کو سمجھایا تھا کہ کم منافع پر جب آپ اشیاء فروخت کریں گے اور وہ زیادہ تعداد میں بکیں گی تو منافع برابر ہی ملے گا۔

دوسری طرف رمضان میں مسلمان ممالک میں مہنگائی کی ایک خطرناک لہر آجاتی ہے۔ بلکہ آج کل اشیاء ذخیرہ کرنے کا رواج بھی پا چکا ہے۔ اس رمضان میں گرمیوں کی شدت میں روزہ دار ایک کلو چینی کے لئے یوٹیلٹی اسٹور پر گھنٹوں لائن میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ بازار میں چینی نایاب ہے۔ دیگر ضروری اشیاء کی قیمتیں بھی آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ اور یہ ایک مسلم ملک میں ہو رہا ہے جہاں روزہ رکھنے والوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔

اور دوسرے میگا سپر اسٹور پر مختلف ریکس کے کناروں پر جلی الفاظ میں لکھا تھا When it’s gone,it’s gone کہ جب یہ اشیاء کسٹمرز کے ہاتھوں چلی جائیں گی تو پھر آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اس لئے جلدی کریں اور اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔

اس مختصر سے فقرہ نے میرے دل و دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ میں اپنے بیٹے سے الگ ہو کر اس فقرہ پر غور کرنے لگا اور فوراً رمضان کا روحانی مفہوم اور فلسفہ ذہن میں اُبھرا کہ رمضان کے تمام روحانی لمحات اتنے قیمتی ہیں کہ اگر ایک لمحہ گزر گیا اور اس سے فائدہ نہ اُٹھایا تو وہ لمحہ پھر انسان کے ہاتھ دوبارہ نہیں آئے گا۔

اس لئے رمضان میں ایک ایک لمحہ کو یہ سمجھ کر گزاریں کہ

When it’s gone it’s gone

اس سے فائدہ اُٹھائیں اور اسے قیمتی متاع سمجھ کر محفوظ کر لیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے رمضان کے خطبات میں ایک واقعہ کثرت سے سنایا کرتے تھے کہ:

ایک بادشاہ نے ایک دفعہ دربار لگوایا اور درباریوں سے کہا کہ تمہارے پاس پانچ گھنٹے ہیں ان پانچ گھنٹوں میں آپ کو محل میں سے جو چیز پسند آئے، لے جائیں۔ ایک درباری محل میں داخل ہو کر بیش بہا قیمتی چیزوں کو دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اور بادشاہ کے بیڈ روم کے مخملی نرم و نازک چادروں (bed sheets) کو دیکھ کر اس نے سوچا کہ پانچ گھنٹے بہت زیادہ ہیں میں پہلے اس نرم و نازک چادروں پر کچھ عرصہ سو لوں۔ آرام کر لوں۔ باقی وقت میں قیمتی اشیاء لے کر نکل جاؤں گا۔ وہ بستر اتنا نرم و گرم تھا کہ اُسے بہت گہری نیند آ گئی اور پانچ گھنٹے مکمل ہونے پر محل کے پہرے دار آن پہنچے اور اسے بیدار کروا کر محل سے یہ کہتے ہوئے باہر نکال دیا کہ جو پانچ گھنٹے آپ کو دیئے گئے تھے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔ رمضان بھی چند روزہ ہوتا ہے۔ اس سے بھرپور مستفیض ہونا ضروری ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتَ السَّنَۃُ کہ اگر رمضان بخیریت گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال بخیریت گزرا۔

اب ہم چند دنوں تک ماہ رمضان میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمیں رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ کی دعا کرتے ہوئے ان بابرکت دنوں میں اس عزم کے ساتھ داخل ہونا چاہیے کہ ہم اس کا کوئی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اللہ کی رضا، اس کی محبت کے حصول میں کوشاں رہیں گے اور حقوق العباد بھی کما حقہ ادا کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

یہاں اس بات کی بھی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس زیر نظر عنوان When it’s gone, it’s gone کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری زندگی پر لاگو کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو زندگی ایک انسان کو دی وہ ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ جو محدود سالوں پر محیط ہے۔ اس کے لمحہ لمحہ کو اسلامی تعلیم کا پہناوا پہنانا اولین ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے دو راستے بتا دیئے ایک نیکی اور ایک بدی و بُرائی کا۔ اور دونوں کے حُسن و قبح بھی بتا کر انسان کو مطلع کر دیا کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے۔ اگر نیکی کا راستہ اختیار کرے گا تو جنت ملے گی اور اگر بدی کا راستہ اپنایا تو جہنم کی راہ دیکھے گا۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی اس محدود زندگی میں ہر لمحہ قیمتی جانتے ہوئے نیکی کے کام کرنے ہیں۔ انسان اپنی اولاد کی نشو ونما کے لئے اس دنیا میں بینک بیلنس تیار کرتا ہے۔ تا اس کی موت کے بعد وہ اولاد کے کام آسکے۔ روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو آئندہ زندگی کے لئے، عاقبت سنوارنے کے لئے اِسی دنیا میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنا ہے۔ اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال کر نیکیاں جمع کرنی ہیں۔ جب کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلدُّنۡیَا سِجۡنٌ لِلۡمُؤۡمِنِ وَجَنَّۃٌ لِلۡکَافِرِ کہ مومن کو اپنی اس دنیا کو قید خانہ تصور کرتے ہوئے بدیوں سے دُور رکھنا ہے اور نیکیوں کے سرمایہ کو اپنی اس زندگی میں سمیٹنا ہے۔ جیسے بادشاہ نے اپنے محل سے قیمتی اشیاء لے جانے کے لئے درباریوں کو پانچ گھنٹے دیئے تھے۔ ویسے ہی اس محدود زندگی میں نیکیوں کی متاع اکٹھی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’دنیا ایک ریل گاڑی ہے اور ہم سب کو عمر کے ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں کسی کا اسٹیشن آتا جاتا ہے اس کو اُتار دیا جاتا ہے یعنی وہ مر جاتا ہے۔ پھر انسان کس زندگی پر خیالی پلاؤ پکاتا اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 21)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اِسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے جہنم کی زندگی بھی یہاں ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان حسرت کے ساتھ مرتا ہے تو بہت بڑے جہنم میں ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 67)

بعض لوگ اپنی زندگی دنیا کے جھمیلوں میں گزار دیتے ہیں اور آخری وقت کا انتظار کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ابھی کافی زندگی پڑی ہے۔ نیکیاں کما لیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 267)

پھر فرماتے ہیں۔

’’نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو، دکھ نہ ہو۔ دُکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ زندگی تو بہرحال ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسے ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 216-217)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو خدا کے فضلوں، رحمتوں سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(یہ آرٹیکل گزشتہ سال رمضان گزر جانے کے بعد طبع ہوا تھا جبکہ اس میں موجود سبق رمضان سے پہلے دینے سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے کچھ اصلاحات اور اضافہ جات کے ساتھ امسال قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے مکرر پیش ہے۔ ابو سعید)

آج کی دعا

اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے رہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق و صفا۔ اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ، یا بغض، یا دنیا کی حرص و ہوا۔

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 439)

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ کی خدا تعالیٰ کو پانے کی دعا ہے۔

پیارے قابل صد احترام آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2010ء میں اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ المرسلات، النبا، النازعات، عبس اور التکویر کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ المرسلات

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی اکاون آیات ہیں۔

اس سورت کے آغاز ہی میں پھر مستقبل کے وہ واقعات جو دورِ آخرین سے تعلق رکھتے ہیں بیان فرمائے گئے ہیں اور اس زمانہ کی سائنسی ترقی کے ذکر کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے کہ جس اللہ نے ان غیبی امور کی خبر دی ہے وہ ہرقسم کے انقلاب برپا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ کچھ ایسے اُڑنے والوں کا ذکر ہے جو آغاز میں آہستہ آہستہ اڑتے ہیں اور پھر تیز آندھیوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ فی زمانہ تیز ترین جہازوں کا بھی یہی حال ہے کہ آہستہ آہستہ روانہ ہوتے ہیں اور پھر ان کی رفتار میں بے حد سرعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان جہازوں کے ذریعہ دشمن سے لڑائی کے دوران کثرت سے اشتہار پھینکے جاتے ہیں اور یہ فرق ظاہر کیا جاتا ہے کہ اگر تم ہمارے ساتھ ہو تو ہم تمہارے مددگار ہوں گے ورنہ ہماری پکڑ سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکے گا۔

پھر فرمایا: پس جب آسمان کے ستارے ماند پڑ جائیں گے اور جب آسمان پر صعود کے لئے انسان مختلف تدابیر اختیار کرے گا۔ یہاں ستارے ماند پڑنے سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب صحابہ رضوان اللہ علیہم کا دور بھی گزر چکا ہوگا اور وہ روشنی جو ان ستاروں سے آپؐ کی امّت حاصل کیا کرتی تھی وہ بھی ماند پڑ چکی ہوگی۔

پھر فرمایا: جب بڑی بڑی پہاڑوں جیسی قوتیں جڑوں سے اکھیڑ دی جائیں گی اور تمام رسول مبعوث کئے جائیں گے۔ اس آیت کے متعلق علماء یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ قیامت کا نظارہ ہے۔ لیکن قیامت میں تو کوئی پہاڑ اکھیڑے نہیں جائیں گے اور رسول تو اس دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن تو مبعوث نہیں کئے جائیں گے۔

پس مراد لازماً یہی ہے کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی اور اطاعت کے نتیجہ میں ایک ایسا نبی برپا ہوگا جس کا آنا گزشتہ سب رسولوں کا آنا ہوگا۔ یعنی اس کی سعی سے ہر گزشتہ رسول کی امّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں داخل ہوگی۔

جن آئندہ جنگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ تین شعبوں والی ہوں گی یعنی برّی بھی، بحری بھی اور فضائی بھی۔ اور آسمان سے ایسے شعلے برسیں گے جو قلعوں سے مشابہ ہوں گے، گویا وہ جوگیا رنگ کے اونٹ ہیں۔ ان دونوں آیات نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ یہ باتیں تمثیلی رنگ میں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ایسی جنگ کا تصور موجود نہیں تھا جس میں آسمان سے شعلے برسیں۔ اس لئے لازماً یہ اُس علیم وخبیر ہستی کی طرف سے ایک پیشگوئی ہے جو مستقبل کے حالات بھی جانتا ہے۔

آسمان سے قیامت کے دن تو شعلے نہیں برسائے جائیں گے۔ اس لئے یہ خیال بھی باطل ہوا کہ یہ قیامت کے دن کی خبر ہے۔ یہاں ایک ایٹمی جنگ کی پیشگوئی معلوم ہوتی ہے جس کا ذکر سورۃ دخان میں بھی ملتا ہے کہ اس دن آسمان اُن پر ایسی ریڈیائی لہریں برسائے گا کہ اس کے سائے تلے وہ ہر اَمن سے محروم ہو جائیں گے۔

اس کے بعد پھر اُخروی زندگی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جب ان قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا میں یہ علامتیں ظاہر ہو جائیں تو اس بات پر بھی یقین کرو کہ ایک اُخروی زندگی بھی ہے۔ اگر اس دنیا میں تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرو گے تو اُس دنیا میں سزا کے طور پر بڑا عذاب مقدر ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1111-1112)

سورۃ النّبا

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتالیس آیات ہیں۔

اس سے پہلے سورۃ المرسلات میں ایک بنیادی سوال کفار کی طرف سے یہ اٹھایا گیا تھا کہ یومُ الفصل کب آئے گا جو کھرے کھوٹے میں تمیز کر دے گا۔ سورۃ النبا میں اس کے جواب میں یہ نَبأ عظیم دی جارہی ہے کہ وہ یوم الفصل آ پہنچا۔ اسی سورت میں فرمایا کہ یومُ الفصل ایک نہ ٹلنے والا قطعی وعدہ تھا جو وقت مقررہ پر ضرور پورا ہونا تھا۔

پھر یومُ الفصل کی مختلف صورتیں اس عظیم سورت میں بیان ہوئی ہیں۔

سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کے اس نظام کا ذکر دہرایا گیا ہے جو آسمان سے پانی برساتا اور زمین سے غذا نکالتا ہے۔ پھر متوجہ کیا گیا ہے کہ اس سے بنی نوع انسان فائدہ نہیں اٹھاتے اور یہ نہیں سوچتے کہ اصل آسمانی پانی تو روحانی ہدایت کا پانی ہے۔ اس انکار کے نتیجہ میں ان پر جو آفات ٹوٹتی ہیں یا ٹوٹیں گی ان کا اس سورت میں ذکر ملتا ہے

اس سورت کے آخر پر ایک بہت بڑا انتباہ فرمایا گیا ہے کہ اگر انسان نے اسی طرح غافلانہ حالت میں زندگی گزار دی تو انجام کار وہ بڑے درد سے اس حسرت کا اظہار کرے گا کہ کاش میں اس سے پہلے ہی مٹی ہو جاتا اور مٹی سے انسان کی صورت میں اٹھایا نہ جاتا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1117)

سورۃ النّازِعات

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی سینتالیس آیات ہیں۔

قرآنی اسلوب کے مطابق ایک دفعہ پھر اس سورت میں دنیاوی عذابوں اور جنگ و جدال کا تذکرہ ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ ایسی جنگوں کا ذکر ہے جن میں آبدوز کشتیاں استعمال ہوں گی۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کا ایک معنی یہ ہے کہ وہ لڑائی کرنے والیاں اس غرض سے ڈوب کر حملہ کرتی ہیں کہ دشمن کو غرق کر دیں اور پھر اپنی ہر کامیابی پر خوشی محسوس کرتی ہیں اور اسی طرح جنگ و جدال کی یہ دوڑ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوششوں میں صرف ہو جاتی ہے اور دونوں طرف سے دشمن بہت بڑی بڑی تدبیریں کرتا ہوں۔

وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا سے تیرنے والیاں مراد ہیں خواہ وہ سمندر کے اندر غرق ہو کر تیریں یا سطح سمندر پر اور بسا اوقات آبدوز کشتیاں اپنی فتح کے بعد سطح سمندر پر اُبھر آتی ہیں۔

غرضیکہ ان جنگوں سے ایسا لرزہ طاری ہو جاتا ہے کہ دل اس کے خوف سے دھڑکنے لگتے ہیں اور نگاہیں جھک جاتی ہیں۔ اس دنیاوی تباہی کے بعد انسان کا ضمیر یہ سوال اٹھاتا ہے کہ کیا ہم پھر دوبارہ مُردوں سے جی اٹھیں گے جبکہ ہماری ہڈیاں گل سڑ چکی ہوں گی؟ فرمایا یقیناً ایسا ہی ہوگا اور ایک بہت بڑی تنبیہ کرنے والی آواز گونجے گی تو اچانک وہ اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر شروع فرمایا گیا ہے کیونکہ آپؑ کو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا جو خود خدائی کا دعویدار اور آخرت کا شدّت منکر تھا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اسے پیغام دیا تو اُس نے جواباً یہ تعلّی کی کہ تمہارا ربِّ اعلیٰ تو مَیں ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایسا پکڑا کہ وہ اوّلین و آخرین کے لئے عبرت کا ایک نمونہ بن گیا۔ اوّلین نے تو اسے اور اس کی فوجوں کو غرق ہوتے دیکھا اور آخرین نے اس کے غرق شدہ جسم کو، جسے اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لئے ظاہری موت سے اس حال میں بچایا کہ لمبی عمر تک وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر اس حال میں مرا کہ اُس کی لاش کو آئندہ نسلوں کے لئے عبرت کے طور پر ممی (Mummy) کی صورت میں محفوظ کر دیا گیا۔

اس کے بعد اس سورت کا اختتام اس سوال کے ذکر پر ہوتا ہے کہ وہ پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب اور کیسے آئے گی؟ فرمایا جب وہ آئے گی تو خوب واضح ہو جائے گا کہ ہر چیز کا منتہیٰ اس کے ربّ ہی کی طرف ہے اور اے رسول! تُو تو محض اسی کو ڈرا سکتا ہے جو اس بھیانک گھڑی سے ڈرتا ہو۔ اور جس دن وہ اسے دیکھیں گے تو دنیا کی زندگی یوں محسوس ہوگی جیسے چند لمحے سے زیادہ نہیں رہی۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1123)

سورۃ عبس

یہ ابتدائی دَور کی مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تینتالیس آیات ہیں۔

اس سورۃ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ایک متکبر منکر کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے کے لئے آیا تھا۔ چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا خواہش تھی کہ کسی طرح کوئی ہدایت پا جائے اس لئے اس کے تکبر کے باوجود اس کی طرف کمال شفقت سے متوجہ رہے یہاں تک کہ ایک نابینا مومن آپؐ سے کوئی سوال کرنے کے لئے حاضر ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اس کی دخل اندازی پسند نہ فرمائی۔ لیکن اس کے نتیجہ میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار اس رنگ میں فرمایا کہ وہ شخص جو مباحثہ کر رہا تھا وہ تو دیکھ سکتا تھا لیکن اس نابینا کی دل شکنی نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ اسے کچھ پتہ نہ تھا۔ اس ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ یہ نصیحت فرماتا ہے کہ جو اخلاص اور شوق سے تیرے پاس آئے اس سے کبھی غافل نہ ہو اور جو تکبر سے کام لینے والا جستجو کے لئے حاضر ہو خواہ وہ دنیا کا بڑا آدمی ہو اس کو مفلوک الحال مخلص پر کسی نوع کی ترجیح نہ دے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی عظمتِ شان کا بیان شروع ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب کس طرح کائنات کی ابتدائی تخلیق کے رازوں سے بھی پردہ اٹھاتی ہے اور اس کے اختتام اور یوم آخرت میں ہونے والے عظیم واقعات کا بھی ذکر کرتی ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1129)

سورۃ التکویر

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں۔

ایک دفعہ پھر قرآن کریم دنیا میں رونما ہونے والے عظیم واقعات کی خبر دیتا ہے جو قیامت کی گھڑی پر گواہ ٹھہریں گے۔ اور گواہ ٹھہرایا گیا ہے سورج کو جب اسے ڈھانپ دیا جائے گا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کو اس زمانہ کے دشمن بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے نہیں پہنچنے دیں گے اور ان کا مکروہ پروپیگنڈا بیچ میں حائل ہوجائے گا۔ اور جب صحابہؓ کے نور کو بھی دشمن کی طرف سے گدلا دیا جائے گا اور جس طرح سورج کے بعد ستارے کسی حد تک روشنی کا کام دیتے ہیں اسی طرح صحابہ کا نور بھی انسان کی نظر سے زائل کر دیا جائے گا۔ یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ بڑے بڑے پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے سمندری جہاز بھی اور فضائی جہاز بھی سفر اور باربرداری کے لئے استعمال ہوں گے اور اونٹنیاں ان کے مقابل پر بے کار کی طرح چھوڑ دی جائیں گی۔ یہ وہ زمانہ ہوگا جب کثرت سے چڑیا گھر بنائے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور اس زمانہ کے چڑیا گھر بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے جانور سمندری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان میں منتقل کیے جاتے ہیں کہ اس زمانہ کے انسان کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

پھر غالباً سمندری لڑائیوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے جب کثرت سے سمندروں میں جہاز رانی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں دُور دُور کے لوگ آپس میں ملائے جائیں گے یعنی صرف جانور ہی اکٹھے نہیں کئے جائیں گے بلکہ بنی نوع انسان بھی ملائے جائیں گے۔ وہ دَور قانون کا دَور ہوگا یعنی تمام دنیا پر قانون کی حکمرانی ہوگی یہاں تک کہ انسان کو بھی اختیار نہیں دیا جائے گا کہ خود اپنی اولاد کے ساتھ ظلم کا سلوک کرے۔ بظاہر تو سب دنیا پر قانون ہی کی حکومت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کے انکار کے نتیجہ میں دنیا کا قانون بھی کسی ملک سے فتنہ وفساد دُور نہیں کرسکتا۔ یہ دَور کثرت سے کتب و رسائل کی اشاعت کا دَور ہوگا اور آسمان کے رازوں کی جستجو کرنے والے گویا آسمان کی کھال ادھیڑ دیں گے۔ اس دن دوزخ بھی بھڑکائی جائے گی جو جنگ کی دوزخ بھی ہوگی اور آسمانی غضب کی دوزخ بھی ہوگی۔ اس کے باوجود جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں گے اور اس پر ثابت قدم رہیں گے ان کے لئے جنت نزدیک کر دی جائے گی۔ ہر شخص کو علم ہو جائے گا کہ اس نے اپنے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔

آیت نمبر 16 اور 17 میں خفیہ کاروائیاں کر کے پلٹ جانے والی ان کشتیوں کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے جو کاروائیوں کے بعد اپنے مقررہ اڈوں میں جا چھپتی ہیں۔ اس کی تکرار اس لیے ہے کہ یہاں اب روحانی طور پر انسانی نفس پر حملے کرنے والے شیطانی خیالات کا ذکر ہے جو حملہ کر کے پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اس رات کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے کہ جب وہ آخر دم توڑ رہی ہوگی اور طلوع فجر کے آثار ظاہر ہو جائیں گے۔ اور بالآخر یہ اندھیری رات اسلام کی صبح پر ضرور منتج ہوگی۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1134)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت راجہ غلام حیدر خانؓ۔ یاڑی پورہ کشمیر

حضرت راجہ غلام حیدر خان رضی اللہ عنہ ولد راجہ شیر احمد خان صاحب یاڑی پورہ ضلع کولگام کشمیر کے رہنے والے تھے۔ آپ یاڑی پورہ کے ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور کشمیر میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے بزرگ حضرت راجہ عطا محمد خان رضی اللہ عنہ (وفات: 1904ء) کے چھوٹے بھائی تھے بلکہ اپنے انہی بڑے بھائی کی تحریک اور ہدایت پر آپ نے قادیان جاکر حالات معلوم کیے اور عملاً پہلے بیعت کا موقع پایا۔ حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ حضرت راجہ عطا محمد خان رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں:

’’جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دعوے کا اشتہار راجہ صاحب مرحوم کی نظروں سے پہلے پہل گذرا تو دیکھتے ہی آپ پر بجلی کا سا اثر کرگیا اور دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ قادیان سے اس کے متعلق مزید حالات دریافت کیے جائیں۔ اُس وقت بوجہ موتیا بند آپ کی آنکھوں میں بہت تکلیف تھی، خود تو نہ جاسکتے تھے مگر آپ نے اپنے برادر اصغر راجہ محمد حیدر خان صاحب مرحوم (اصل نام راجہ غلام حیدر خان ہے۔ ناقل) کو جو نہایت نیک اور متقی آدمی تھے، ایک نوکر ہمراہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان شریف روانہ کیا اور انہیں تاکید کی کہ میرا سلام پہنچائیں اور حضور کے دعاوی سے تفصیلاً واقف ہوکر آئیں۔ ان دنوں راستے بہت ہی کٹھن اور دشوار گذار تھے۔ راجہ محمد حیدر خان صاحب پاپیادہ پیر پنجال اور پہاڑ کے اوپر سے گذر کر براہ جموں سیالکوٹ قادیان پہنچے اور اکیس دن قادیان رہ کر حضور علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے، گویا وہ اس سارے علاقہ کے پہلے احمدی تھے۔ بیعت کرنے کے بعد اُن کے دل میں یہ شوق موجزن ہوا کہ جلد کشمیر پہنچ کر راجہ عطا محمد خان صاحب کو اس نور ہدایت کی خبر پہنچائیں۔ پس حضور علیہ السلام سے اجازت لے کر اُسی راستہ سے پھر واپس یاڑی پور پہنچے اور تمام حالات راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیے۔ راجہ عطا محمد صاحب ان حالات کو سُن کر زار زار رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اُنہوں نے مسیح و مہدی کا زمانہ پایا اور آمنا و صدقنا کہنے کی توفیق حاصل ہوئی ....‘‘

(الحکم 14/ ستمبر 1934ء صفحہ 7)

حضرت مفتی صاحبؓ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعد ازاں حضرت راجہ غلام حیدر خانؓ نے آسنور جاکر حضرت حاجی عمر ڈار رضی اللہ عنہ (وفات: 10/ مارچ 1914ء) کو احمدیت کا پیغام سنایا، حضرت حاجی صاحبؓ نے یاڑی پور آکر مزید حالات دریافت کیے اور پھر قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بیعت کی۔ حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ کی وفات کے بعد آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خوب خدمت کی۔ آپ نے جنوری 1918ء میں وفات پائی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی (وصیت نمبر 1126) تھے، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ اخبار ’’فاروق‘‘ قادیان نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’راجہ غلام حیدر خان صاحب احمدی جاگیر دار مقام یاڑی پورہ کشمیر پانچ یوم علیل ہوکر بعارضہ بخار اپنے مالک برحق کو جاملے ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پُرانے خداموں میں سے تھے اور انجمن یاڑی پورہ کے ایک اعلیٰ رکن تھے اور مرحوم نے خلافت ثانیہ کے عہدِ مبارک میں بھی خوب ثابت قدمی دکھائی اور مرحوم نے اپنی زندگی میں سلسلہ احمدیہ کی ہر طرح امداد کی اور مطابق حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام وصیت بھی کر دی۔ احمدی برادران مرحوم کا جنازہ غائب ادا کریں۔‘‘

(اخبار فاروق قادیان 14/ فروری 1918ء صفحہ 1)

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 7/ جنوری 2022ء

بصورت سوال و جواب

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں قرآنِ کریم کی کس آیت مبارکہ کی تلاوت نیز اُس کا ترجمہ کیا بیان فرمایا؟

جواب: (البقرۃ:266)؛ اور اُن لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لیئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اُسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اُس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

سوال: اِس زمانہ میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سپرد ہوا ہے نیز اِس تناظر میں آپؑ کے ماننے والوں کا بھی کیا فرض ہے؟

جواب: آپؑ کے مشن کو پورا کرنے کے لیئے جان، مال اور وقت قربان کریں۔

سوال: کنہوں نے فرمایا ہے کہ تمہیں دین کی خدمت کے لیئے، دین کی راہ میں اپنے مال کا کچھ حصّہ دینا چاہیئے تبھی حقیقی ایمان کا پتا چلتا ہے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سوال: مؤمن یقیناً دین کی خاطر مالی قربانیاں کرتے ہیں اور اِن قربانیوں کا مقصد کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ خواہش ہوتی ہے تو کیا؟

جواب: ہمارا خدا کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے، ہمارے نفس کو ثبات عطاء ہو، ہم اپنے ایمان اور ایقان میں مضبوط ہوں، ہماری قوم ترقی کرنے والی ہو، ہم جس حد تک ممکن ہے اپنے مال سے بھی کمزوروں کو مضبوط کریں۔

سوال: بمطابق مذکورہ بالا آیتِ قرآنیہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے والوں کی مثال کیسی ہے؟

جواب: دو طرح کی۔ ایک ''وَابِل'' کی یعنی موٹے قطروں والی تیز بارش کی اور دوسرے ''طَلّ'' کی یعنی کمزور، ہلکی بارش، بالکل پھوار جیسے پڑتی ہے یا شبنم کی۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا! آج ایک دِرہم، ایک لاکھ دِرہم پر سبقت لے گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ کس طرح ہوا، اِس پر آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: ایک شخص کے پاس دو دِرہم تھے اُس نے اُس میں سے ایک دِرہم کی قربانی کر دی اور ایک شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی اُس نے اِس میں سے ایک لاکھ دِرہم کی قربانی کی۔ اُس کی ایک لاکھ دِرہم کی قربانی اُس کی دولت کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔

سوال: بابت مؤخر الذکر حدیث حضورِ انور ایدہ اللہ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پس اللہ تعالیٰ تو نیّتوں کو پھل لگاتا ہے اور اُس عمل کو پھل لگاتا ہے جو اُن حالات میں کیئے جاتے ہیں۔ غریب کی بھی تسلّی فرمادی کہ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری تھوڑی قربانی کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ یہ تھوڑی قربانیاں بھی جہاں تمہارے ایمانوں کو مضبوط کرنے والی ہیں وہاں جماعت کی مضبوطی کے بھی سامان کرتی ہیں۔

سوال: کیا سوچ بن جائے تو پھر ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حقیقی وارث انسان ٹھہرتا ہے؟

جواب: جو کام بھی ہم نے کرنا ہے اُس کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تو زیادہ تر آپؑ کے ماننے والے غریب لوگ تھے لیکن قربانیوں میں اِس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ ایک موقع پر آپؑ نے اِن کی تعریف میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: میں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے، مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی اُن کو میسر آتا ہے، اُن کی کوئی جائیداد نہیں مگر اُن کے لاانتہاء اخلاص اور اِرادت سے، محبّت اور وفاء سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو اُن سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار اُن کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں، وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق و ثبات کے ایسے مخلص اور باوفاء ہوتے ہیں کہ اگر اِن مال و دولت کے بندوں، اِن دنیوی لذّات کے دلدادوں کو اُس لذّت کا علم ہو جائے تو اِس کے بدلہ میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جائیں۔

سوال: آنحضرتؐ کے غلامِ صادق سے محبّت کا تعلق اور خلافت سے وفاء اور اخلاص کا معیار کیسا ہے؟

جواب: جیسا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ دشمن بھی تعجب میں ہے۔

سوال: اِس بارہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے مزید کیا ارشاد فرمایا کہ آج دنیا جب مادیّت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے کیونکہ اُنہیں یہ اِدراک حاصل ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے؟

جواب: پس کون ہے! جو آج اِس جماعت، جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے، اِس کے بارہ میں یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے۔ یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کے لیئے ہوئی ہے اور دشمن کا کوئی وار بھی اِس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ نے دنیا بھر کے مختلف ممالک میں بسنے والے مخلصین کے وقفِ جدید کے مالی جہاد میں غیر معمولی قربانی پیش کرنے کے کتنے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ فرمایا؟

جواب: اٹھارہ۔

سوال: سیرالیون کے امام شیخ عثمان صاحب کی وقفِ جدید میں ایک لاکھ لیون کی مالی قربانی کے تناظر میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے کن جذباتِ تشکر کا اظہار فرمایا؟

جواب: وہ رقم اُن کے لحاظ سے بہت بڑی تھی گو کہ ہمارے لحاظ سے بہت تھوڑی بنتی ہے، اِس کو اگر (convert) کریں تو صرف ساڑھے چھ پاؤنڈ بنتے ہیں لیکن اُن کے لیئے بہت بڑی قربانی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہے۔ جو بھی رقم آئی، یہ اخلاص ہے اُن کا، ضرورت اپنی بھی ہے، اپنے پاس نہیں رکھی وہ فوری طور پہ آ کے جمع کروا دی۔ اور یہی وہ مثالیں ہیں جہاں ایک دِرہم، ایک لاکھ دِرہم پر سبقت لے جاتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اِن پہ اپنے پیار کی نظر ڈالی ہو گی۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ نے کس خوش نصیب بچے کی مالی قربانی کی بابت ارشاد فرمایا کہ غریب گھرانے کا لڑکا ہے، اُس کو کہا بھی کہ یہ تم اپنے لیئے رکھو اپنے خرچ کے لیئے رکھو، اصرار بھی کیا لیکن اُس نے بڑے اصرار سے وہ سب رقم چندہ میں دی۔ یہ ہے دین کو دنیا پر مقدّم کرنا، اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سوچ اِس بچے میں ہمیشہ قائم رہے اور اِس دنیاداری کے ماحول سے اللہ تعالیٰ اِس بچے کو بچا کے رکھے؟

جواب: بیلیز (Belize) سینٹرل امریکہ کے دانیال

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ نے امیر صاحب گیمبیا کے حوالہ سے وہاں کے ایک ریجن کی جماعت کے معلّم کا بیان کردہ واقعہ کے تناظر میں اُن کی جماعت کے ایک مخلص اَحمدی کی وقفِ جدید میں مالی قربانی اور اُس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: کہتے ہیں کہ وہ اَحمدی احباب چندہ میں باقاعدہ ہیں جو، اُن کی فصل پہلے سے بہتر ہوئی اور غیر اَحمدی احباب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ جماعتِ اَحمدیہ میں کوئی تو بات ہے کہ جب بھی اِن کے افراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اِن کی فصلوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

سوال: گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ توفیق سے مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کی بابت حضورِ انور ایدہ اللہ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: گزشتہ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 187 مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے اور اِس وقت اِس کے علاوہ 105 مساجد زیرِ تعمیر ہیں افریقہ میں۔ اِسی طرح 144 مشن ہاؤس قائم ہوئے جن کی اکثریت افریقہ میں ہے اور 45 مشن ہاؤس زیرِ تعمیر بھی ہیں۔ اِس کے علاوہ جہاں فوری طور پر ہم مشن ہاؤس بنا نہیں سکتے وہاں کرائے پر عمارتیں لی جاتی ہیں، افریقہ کے ممالک میں 731 مشن ہاؤسز اور مربی ہاؤس کرائے پر لیئے ہیں، دوسرے ایشیئن ممالک میں بھی 632 مشن ہاؤسز کرائے پر ہیں۔

سوال: عموماً وقفِ جدید کے چندہ کا اکثر حصّہ کہاں خرچ کیا جاتا ہے؟

جواب: افریقہ کے ممالک پر

سوال: جماعتِ اَحمدیہ کی خدمات کا جو نیک اثر قائم ہوتا ہے وہ ہر عقل مند کو کس بات پر مجبور کرتا ہے؟

جواب: کہ وہ جماعت کی تعریف کرے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے جب کام کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر مددگاروں کی فوج بھی بھیج دیتا ہے اور خود ہی اُن کے مخالفین کی روکوں کو دُور فرماتا ہے۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ نے حسبِ روایت گزشتہ سال یعنی 2021ء کی وقفِ جدید کی مختصر رپورٹ و کوائف کیا پیش فرمائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے فضل سے، یہ گزشتہ سال تھا یہ 64واں سال تھا، اِس میں جماعت نے وقفِ جدید کی قربانی جو ہے ایک کروڑ 12 لاکھ 77 ہزار پاؤنڈ یا تقریباً گیارہ اعشاریہ دو ملین ہے اور گزشتہ سال سے یہ قربانی 7 لاکھ 42 ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ دنیا کے حالات کو اگر دیکھیں اقتصادی تو اللہ کے فضل سے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اِس سال بھی برطانیہ کی جماعت جو ہے مجموعی وصولی کے لحاظ سے اوّل پوزیشن میں ہے۔ پاکستان کی کرنسی کیونکہ گر گئی ہے اِس لیئے اُن کی پوزیشن تو بہت نیچے چلی جاتی ہے اِس کے باوجود وہ اپنی طاقت کے مطابق بہت قربانی کر رہے ہیں۔

حافظ مسرور احمد

رمضان، قرآن حفظ کرنے کا بہترین وقت

ماہِ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ ماہِ رمضان کا قرآن کریم سے گہرا تعلق ہے اور حفاظ کا رمضان اور قرآن سے ایک خاص تعلق ہے۔ یہ بابرکت مہینہ حفاظ کے لیے خصوصاً بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ حفاظ کے لیے یہ ایک قسم کا ریفریشر کورس ہوتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر حفاظ اپنا حفظ صحیح اور پختہ رکھ سکتے ہیں۔ اس میں حفاظ کرام کے حفظ کو قائم اور پختہ رکھنے کے لیے حیرت انگیز انتظام فرمادیا گیا ہے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ مکمل فرماتے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی)

سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور کرنے کی عادت بہت مبارک ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں آپؐ کے زمانہ سے چلی آرہی ہے، اس کے علاوہ نفل نماز میں بھی قرآن کریم کا ایک دور ہے۔ یہ مبارک عادت حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے دور سے نماز تراویح کی شکل میں باقاعدہ جاری ہے۔ صدیوں سے اس پر عمل ہو رہا ہے کہ ماہِ رمضان میں دنیا کی بڑی مسجد میں حفاظ کرام امامت کرتے ہیں اور قرآن کریم سناتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہر رمضان میں ساری دنیا کی ہر بڑی مسجد میں سارا قرآن کریم حافظ لوگ حفظ سے بلند آواز کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ ایک حافظ امامت کراتا ہے اور دوسرا حافظ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے تا کہ اگر کسی جگہ بھول جائے تو اس کو یاد کرائے۔ اس طرح (اس ایک ماہ میں ہی) ساری دنیا میں لاکھوں جگہ پر قرآن کریم صرف حافظہ سے دہرایا جاتا ہے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، صفحہ: 277)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور تو حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ کرتے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مرتبہ قرآن کریم پڑھتے اور اس کے دور مکمل فرماتے تھے۔ پس رمضان کے بابرکت ایام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر حافظِ قرآن کو قرآن کریم کا رمضان میں کم از کم ایک دور ضرور کرنا چاہیے۔ اور خاص توجہ کے ساتھ قرآن کریم کو نمازِ تراویح میں سنانا چاہیے اور ایک دور تراویح میں ضرور مکمل کرنا چاہیے۔ صحیح معنوں میں اس سے ہی اس کا حفظ صحیح اور پختہ رہے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے۔ جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے، وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گزر جائیں۔۔۔ لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کرکے رکھ دیا ہے۔ اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لیے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس فاصلے کو رمضان نے سمیٹ سمٹا کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 343)

قرآن کریم یاد رکھنے کا بہترین طریق

نمازوں اور نوافل میں تلاوت کی کثرت

حافظ قرآن کے لیے قرآن کریم کو یاد رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ نمازوں میں دہراتا رہے بلکہ باقاعدگی سے روزانہ ایک پارہ یا حسب استطاعت نمازوں میں تلاوت کیا جائے اور اس کو دستورالعمل بنا لیا جائے اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اس پر اگر مداومت کی جائے گی تو انشاء اللہ قرآن کریم یاد رہے گا اور نماز میں تلاوت کا الگ ثواب بھی حاصل ہو گا۔ نوافل میں کثرت سے تلاوت ہمیشہ ہمارے اکابر کا معمول رہا ہے اس لیے اس پر عمل کرنا زیادہ مفید ہے۔

حفظِ قرآن کریم کو قائم رکھنے کا طریق یہ ہے کہ ایک تو روزانہ پانچ وقت نمازوں میں قرآن کریم کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کو لازم پکڑا جائے اور دوسرے نمازِ تہجد میں قرآن کریم کی زیادہ مقدار میں تلاوت کی جائے۔ تلاوت کرتے ہوئے ایک ہی حصہ بار بار تلاوت نہ کیا جائے بلکہ قرآن کریم کے مختلف حصے تلاوت کیے جائیں تا کہ سارا قرآن کریم دہرائی کے عمل سے گزر سکے یعنی مختلف سورتیں یا آیات بدل بدل کر پڑھی جائیں یا ترتیب کے ساتھ ہر رکعت میں پڑھا جائے تو قرآن کریم کو یاد رکھنے کا یہ طریق بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوتا ہے۔

حفظ کے لیے فجر کا وقت سب سے زیادہ مفید اور مقبول ہے

قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے صبح سحری کا وقت سب سے زیادہ مفید ہے۔ پس ہر حافظ کو چاہیے کہ روزانہ بوقت فجر قرآن کریم کو یاد کرے اور منزل دہرائے۔ سحری کے وقت ذہن فارغ اور طبیعت میں یکسوئی ہوتی ہے۔ پس جو کوئی بھی حفظ کرنا چاہے تو ایسے وقت حفظ کرے جب اس کا دل اور ذہن کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت خاص طور پر تلاوت کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: اور فجر یعنی صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا لازم سمجھ اور صبح کے وقت قرآن کریم پڑھنا ایک مقبول عمل ہے۔

صبح کو پڑھنا اس لئے بھی بابرکت ہوتا ہے کہ سچا قاری سارا دن قرآن کی ہدایات کے مطابق گزارتا ہے اور اس کو گزارنا بھی چاہئے گویا ’’دست با کار دل بایار‘‘ کا سامان ہوتا ہے۔ اگر اِس نیت سے تلاوت کی جائے تو معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ ہر شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرکے اس دنیا کو خوبصورت بنا دے۔

حافظ روزانہ رات سونے سے پہلے قرآن کا کچھ حصہ التزاماً پڑھے:

حفظِ قرآن کو قائم رکھنے کے لیے ہر حافظ کو چاہیے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے قرآن کریم کا کچھ حصہ التزاماً پڑھے۔ اس سلسلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پیش ہیں:

• مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْبَقَرَةِ عِنْدَ مَنَامِهِ لَمْ يَنْسَ الْقُرْآنَ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِهَا وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَهَا وَثَلَاثٌ مِنْ آخِرِهَا۔ قَالَ إِسْحَاقُ لَمْ يَنْسَ مَا قَدْ حَفِظَ

(سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی)

ترجمہ: جو شخص رات سونے سے پہلے سورۃ البقرۃ کی دس آیات تلاوت کرے گا اُسے قرآن کریم کبھی نہ بھولے گا۔ چار آیات شروع والی المفلحون تک، ایک آیۃ الکرسی، دو اِس کے بعد والی، اور (سورۃ البقرۃ) کی تین آخری آیات (آخری رکوع)۔

• عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَيَقُولُ إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل ’’سورالمسبحات‘‘ یعنی سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ حدید، سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ، سورۃ تغابن اور سورۃ اعلیٰ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ

بقیہ صفحہ 9 پر

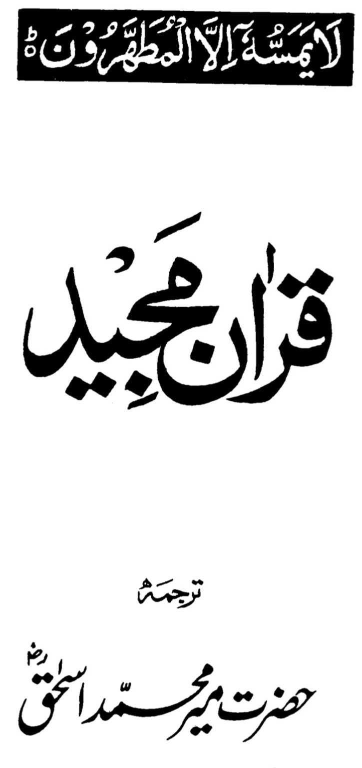

ابن زاہد شیخ

رمضان اور فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے تحت معیارِ زندگی

نوٹ از ایڈیٹر: مضمون نگار نے یہ مضمون نئے سال کی مناسبت سے تحریر کیا ہے۔ لیکن ادارہ کو تاخیر سے ملنے کی وجہ سے الفضل میں جگہ نہ بنا پایا۔ اب جبکہ ایک مؤمن کا روحانی سال رمضان سے شروع ہوتا ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس کا رمضان خیریت سے گزر گیا، گویا اس کا سارا سال خیریت سے گزر گیا۔ اس ناطے یہ مضمون قارئین کے لئے بہت مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

قرآن شریف نے ہمیں کسی کام کی ابتداء یا اختتام کے متعلق متعدد آیات میں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کسی کام کا بھی آغاز کرو اس کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرو اور اس کے بخیریت انجام پذیر ہونے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت نوحؑ کی کشتی میں سوار ہوتے وقت کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(ھود:42)

اور اس نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا رب بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سورۃ بنی اسرائیل میں دعا سکھائی ہے کہ جب کسی بھی مقام میں داخل یا خروج کرو اور کسی کام کا آغاز یا اختتام کرو تو اللہ تعالیٰ سے سچائی پر قائم رہنے کے لئے مدد مانگو۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل: 81)

ترجمہ: اور تو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نئے سال کا آغاز دعاؤں سے کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ نئے سال یا مہینے کی آمد پہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کو یہ دعا سکھاتے تھے:

اے اللہ! ہمیں اس میں امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ داخل فرما۔ شیطان کے حملوں سے بچا اور رحمٰن کی رضامندی عطاء فرما۔

(الطبرانی الأوسط: 6241)

پس ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس نئے سال کا آغاز بھی خدا تعالیٰ کے نام کے ساتھ کریں۔ زندگی جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیئے گئے وقت کا نام ہے اس کو خدا تعالیٰ کی رضا اور منشاء کے مطابق گزارنا بہت اہمیت کا حامل ہے اور اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک کامل اور پاک نمونہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کی صورت میں ہمیں عطا کیا۔ لہٰذا ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں اپنی زندگی اور اپنے قیمتی وقت کو گزارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

چنانچہ جب ہم آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ کی ذات چار اہم امور کو بڑھانے کے لئے مصروف عمل نظر آتی ہے۔ ان میں سے پہلا امر روحانی معیار کو بلند کرنا ہے۔ پھر اخلاقی، علمی اور جسمانی معیاروں کی بھی آنحضرت ﷺ ہمیشہ سے حفاظت فرماتے اور ان کو بلند کرنے کی کوشش کرتے۔ خاکسار اس مضمون میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ان چار امور کو قائم کرنے اور ان کے معیار بلند کرنے سے متعلق تعلیمات پیش کرے گا تا کہ سال رواں کے آغاز سے ہی ہم ان سے فائدہ حاصل کر کے بہتر انسان اور کامل مومن بن سکیں۔

روحانی معیار

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی ساری زندگی ہی اپنے روحانی معیاروں کو بلند کرتے ہوئے گزری۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ان الفاظ میں گواہی دی کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(الانعام: 163)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

*عبادات میں ارکان اسلام کی ترتیب کے مطابق، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا فرض پنجوقتہ نماز باجماعت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ آپ ﷺ کی نمازوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں قدم مبارک متورم ہو جاتے۔ تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ آپؐ اتنی مشقت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں جب کہ آپؐ کو تو یہ نوید مل چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ)

*ادائیگی نماز کے بعد دوسرا اہم رکن روزہ ہے۔ ہمارے پیارے آقا رمضان المبارک کے علاوہ سال بھر میں متعدد نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ عیدالاضحیٰ کے دن سے پہلے نو دن روزے رکھنا بھی باعثِ ثواب ہے، حدیثِ مبارکہ میں ان میں سے ہر دن کے روزے کو اجر میں ایک سال کے روزوں کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (سنن ترمذی) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر ان کے بعد چھ شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا یعنی پورے سال کا۔ (نسائی) ایک حدیث میں ہے جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (طبرانی) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ان میں سے ایک یہ کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (بخاری ومسلم) پیر اور جمعرات کے روزے، پسندیدہ روزوں میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”پیر اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ خداوندی میں) پیش ہوتے ہیں۔ تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

*روزہ کے بعد روحانی معیاروں کو بلند کرنے کے لئے زکوٰۃ اور مالی قربانی کا اہم کردار ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور صدقہ وخیرات سے اپنے بیماروں کا علاج کرو۔ (ابو داؤد)

زکوٰۃ کے بعد صاحب استطاعت پر حج بھی فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا شدید مرض نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا اور مرگیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے (یعنی یہ شخص یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہے)۔ (الدارمی)

*اسی طرح باترجمہ تلاوت قرآن پاک کرنے کی طرف بھی خصوصی توجہ کرنی چاہیئے۔ قرآن شریف کے 540 رکوع ہیں اور سال کے 365 ایام ہوتے ہیں۔ اگر ہم روزانہ دو رکوع باترجمہ قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تقریباً دس ماہ میں ایک دور باترجمہ قرآن پاک مکمل کرسکیں گے۔ قرآن کریم کے ایک حرف کو پڑھنے پر دس نیکیوں کے ثواب کا وعدہ موجود ہے جو ہمارے لئے توجہ کا باعث ہے۔

اب رمضان کے مبارک مہینہ میں تو ہر احمدی کو کم از کم ایک بار قرآن ناظرہ کا دور مکمل کرنا چاہئے کیونکہ یہ قرآن کریم کے نزول کا مہینہ ہے۔

اخلاقی معیار

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

(القلم: 5)

ترجمہ: اور یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے متعلق گواہی دیتے ہوئے فرمایا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان

نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔

(صحیح بخاری وحی کا بیان)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہر انسان 360 جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جس شخص نے اللہ اکبر، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ اور استغفراللہ کہا۔ لوگوں کے راستہ سے کوئی پتھر ہٹایا، کوئی کانٹا یا کوئی ہڈی راستہ سے ہٹائی، نیکی کا حکم دیا، یا برائی سے روکا تو یہ 360 جوڑوں کی تعداد (کے برابر شکر) ہے اور اس دن وہ اس حال میں چل رہا ہوگا کہ جہنم سے آزاد ہوگا۔

(مسلم کتاب الزکوۃ)

اخلاق تو بہت سے ہیں اس موقع پر خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ پانچ بنیادی اخلاق کو بیان کرے گا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پانچ بنیادی اخلاق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: ’’سچائی، نرم زبان کا استعمال، وسعتِ حوصلہ، دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنا اور مضبوط عزم و ہمت۔ اگر ہم ان بنیادی اخلاق کو اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنانے والے ہوں گے آئندہ سینکڑوں سالوں تک جماعت کی ترقیات کی بنیاد کو انہی اخلاق پر متمکن دیکھیں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

علمی معیار

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں علم اور جسم میں فراخی کو امتیازی خصوصیات میں سے قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰہُ عَلَیۡکُمۡ وَزَادَہٗ بَسۡطَۃً فِی الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ۔

(البقرہ: 248)

ترجمہ: اس (نبی) نے کہا یقیناً اللہ نے اسے تم پر ترجیح دی ہے اور اسے زیادہ کر دیا ہے علمی اور جسمانی فراخی کے لحاظ سے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بڑا نصیبہ اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب العلم باب فی فضل فقہ)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

آپؑ فرماتے ہیں:

’’وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو، تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

جسمانی معیار

حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں انسان پر ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ ان میں غفلت کر جاتے ہیں ایک صحت اور دوسرے فارغ البالی۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب ما جاء فی الرقاق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پیارا ہے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’حکماء کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس دن استعمال نہ کیا جائے، وہ بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ایک ماموں صاحب تھے، وہ پاگل ہو گئے۔ ان کی فصد لی گئی اور ان کو تاکید کی گئی تھی کہ ہاتھ نہ ہلائیں۔ انہوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے، وہ بے کار ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 150)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس سال رمضان میں اپنے روحانی، اخلاقی، علمی اور جسمانی معیار کو بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر وہ عمل بجالانے کی توفیق عطا فرمائے جو خدا کی رضا کا باعث ہو۔ آمین

بقیہ: رمضان، قرآن حفظ کرنے کا بہترین وقت......از صفحہ 7

فرماتے تھے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے بڑھ کر ہے۔

(ابو داود، کتاب الأدب، باب ما یقال عند النوم)

• عَنۡ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقۡرَأَ (الٓمّٓ تَنۡزِیۡلُ) وَ (تَبَارَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ)

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الملک)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کرنے سے پہلے نہ سوتے تھے۔

حفظ کرنے کے بعد دہرائی ضروری ہے

حفظ کو محفوظ رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ بار بار دہرایا جائے۔ ایک حافظ قرآن کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لیے بہت دہرانا پڑتا ہے۔ پس حفظ کو محفوظ رکھنے کا طریق یہی ہے کہ حفظ کرنے کے بعد اس کی مسلسل دہرائی کی جائے تا کہ حفظ قائم رہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

تَعَاھَدُوا الۡقُرۡآنَ فَاِنَّہٗ اَشَدُّ تَفَصِّیاً مِنۡ صُدُوۡرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنۡ عُقُلِھَا

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، جزء اول صفحہ 423)

ترجمہ: قرآن کریم کو بار بار دہراؤ کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں سے اس سے بھی جلدی چھوٹ کر نکل جاتا اور زائل ہو جاتا ہے جیسے بندھے ہوئے جانور۔

حفظ کیا گیا قرآن کریم (منزل) یاد رکھنے کے لیے ضروری نصائح:

احادیث میں حافظ کو حامل قرآن یعنی قرآن کریم کا بوجھ اٹھانے والا کہا گیا ہے۔ پس حافظ قرآن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے ظاہری الفاظ کی حفاظت کرے، اس کو یاد رکھے اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اس کی تعلیمات کی بھی حفاظت کرے۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو حفظ تو کرا دیتے ہیں اور اس کو فخر کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں مگر اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ یہ بچہ اس دولت کی قدر و حفاظت بھی کر سکے گا یا نہیں؟ مثلاً حفظ کرنے کے بعد دنیاوی تعلیم یا دیگر سرگرمیوں کی ایسی مصروفیت ہو جاتی ہے کہ حافظ دہرائی چھوڑ دیتا ہے یا سرسری تھوڑا سا پڑھ لیتا ہے۔ اس طرح ساری محنت پر پانی پھر جاتا ہے۔

پس والدین کی ذمہ داری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو بچہ کو قرآن کریم کی اہمیت کے اعتبار سے یاد بھی کرواتے رہیں اور دہرائی بھی کرواتے رہیں تا کہ کسی بھی کام میں مصروف ہونے کے باوجود بچے کے ذہن و دل میں قرآن کریم کی محبت اور اہمیت اجاگر رہے اور وہ دہرائی کو ایک مقدس فریضہ سمجھ کر اس سے کبھی بھی غفلت نہ برتے۔

یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جو حافظ دہرائی نہیں کرتے، قرآن کریم آہستہ آہستہ ان کے ذہن سے محو ہو جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بہت سا حصہ بالکل بھول جاتا ہے۔ اس حصہ کو دوبارہ یاد کرنے کے لیے سخت ترین محنت اور مشقت کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے طلبا اور والدین خصوصاً یہ بات مدنظر رکھیں کہ حفظ کرنا ہے تو اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے ساری زندگی تیار رہیں۔ اس طرح کہ حفظ کر کے اس کو یاد بھی رکھیں اور بعد میں مسلسل دہراتے رہیں۔

• اس سلسلہ میں والدین پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بچے کو حفظ کروانے کے بعد اس بات کی فکر کریں کہ وہ حفظ کو یاد بھی رکھے اور بعد میں مسلسل دہرائی کرتا رہے۔ یہ بڑی بھاری ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کریں تبھی تو وہ ان انعامات اور برکات کے وارث بنیں گے جن کی خوشخبری احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

• حافظ قرآن کو روزانہ دو پارے منزل دہرانے کی کوشش کرنی چاہیے یا کم از کم ایک پارہ منزل یاد کرنے کا معمول زندگی بھر رکھنا چاہیے۔ ہر ماہ قرآن کریم کا ایک دور کم از کم ضرور مکمل کرنا چاہیے۔

• ماہ رمضان میں نماز تراویح میں مکمل قرآن سنانے کا دور کرنا چاہیے۔ اس کے لیے اچھی اور بھرپور تیاری ہونی چاہیے جس سے حفظ بہت پختہ رہے گا۔

• دو حافظِ قرآن ساتھی مل کر ایک دوسرے کو منزل سنائیں اور اس طرح قرآن کریم کا دور کریں تو زیادہ مفید رہتا ہے۔

• روزانہ باقاعدگی سے تلاوت حدر کے طریق پر منزل کی دہرائی کی جائے۔ دہرائی کے لیے ایک وقت مخصوص کر لیا جائے تو مناسب رہتا ہے۔

• حفاظ کرام کو ترتیل کے ساتھ روزانہ تلاوت یعنی حسن قراءت کی مشق بھی کرنی چاہیے۔

• حفظ کرنے اور قائم رکھنے کے لیے دعا ایک بنیادی کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنی کامیابی کے لیے باقاعدہ دعائیں کریں۔

• دعا ختم القرآن اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِالۡقُرۡاٰنِ۔۔۔۔ بہت جامع اور عظیم دعا ہے۔ اس کو التزاماً روزانہ پڑھیں۔

• قرآنی دعائیں بھی کثرت سے پڑھیں۔

ابن جہانگیر

خلیفۂ وقت سے ملاقات کے احوال

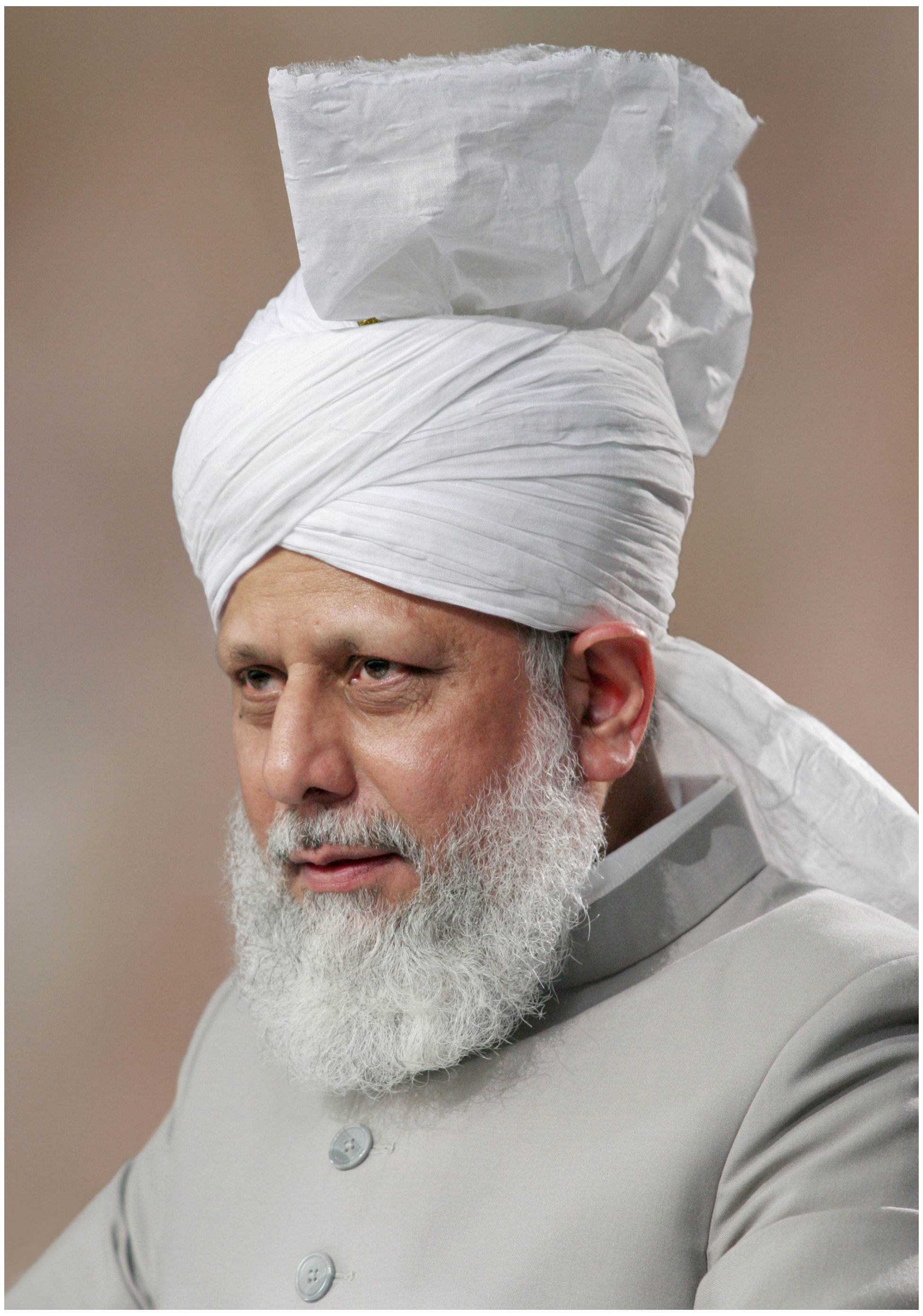

نوٹ از ایڈیٹر: مکرم چوہدری منیر مسعود نے مبارک صدیقی صاحب کی پیارے حضور سے ملاقات اور اس میں حضور کی ایمان افروز گفتگو سے متاثر ہوکرحضور انور سے ملاقاتوں کی اپنی چند ذاتی یاداشتیں قارئین الفضل کے ذہنوں کو جلا بخشنے کے لئے لکھی ہیں جنہیں مضمون کی شکل میں ہدیہ قارئین پیش کیا جارہا ہے۔

ایسے خوش نصیب احباب وخواتین سے جو کسی خلیفة المسیح سے ملاقات کا شرف پا چکے ہوں ملاقات کے ایسے احوال قارئین الفضل کے لئے لکھنے کی درخواست ہے۔ جو دوستوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوں۔

حضور نے پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گا؟

مکرم چوہدری منیر مسعود تحریر کرتے ہیں کہ غالباً دسمبر 2005ء کا واقعہ ہے۔ خاکسار اپنے بڑے بیٹے ڈاکٹر جہانزیب سے ملاقات کے لئے اپنی اہلیہ کے ہمراہ امریکہ کے سفر پر تھا اور پیارے آقا سے بغرض دعا اور ملاقات یوکے رکا۔ خاکسار اپنی بیٹی کے ہاں قیام پذیر تھا۔ ملاقات کے روز شدید سردی کے باعث اور کوٹ پہن رکھا تھا۔ خاکسار نے اپنی سابقہ روایت کے مطابق پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ کر اور حسب توفیق کچھ نذرانہ کی رقم لفافہ میں رکھ لی کہ مصافحہ اور دست بوسی کے وقت حضور انور کے میز پر رکھ دوں گا۔ کیونکہ ایک ڈیڑھ منٹ کی ملاقات میں اپنے اور جملہ عزیز و اقارب کے پیغامات بیان کرنا ممکن نہیں ہوسکتا ہے اور پیغامات بیان کرنے کے چکر میں پیارے آقا کی نصائح سے ہی محروم نہ رہ جاؤں۔ اس ملاقات سے پہلے ایک واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ جب میں ملاقات کے لئے اپنی حاضری لگوانے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری پہنچا تو محترم بشیر احمد صاحب نے ملاقات کرنے والے احباب کی فہرست اپنے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے نام کے آگے ٹک کا نشان لگایا تو میرے نام کے ساتھ تنظیمی عہدہ میں ناظم انصار اللہ تحریر شدہ نظر آیا جو ملاقات کے لئے فون پر وقت لیتے ہوئے پوچھا گیا تھا۔ مجھے اچانک اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکتی محسوس ہوئی اور یک دم ذہنی دباؤ میں آ گیا کہ اگر پیارے آقا نے مجھ سے ضلع کے انصار اللہ کی تعداد ہی پوچھ لی تو کیا جواب دوں گا؟ جو حقیقتاً ذہنی دباؤ میں آ کر میں بھول بھی گیا تھا۔ اسقدر خوف زدہ ہوا کہ سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ استغفار، درود شریف اور دعاؤں کا ورد شروع کر دیا چند منٹ انتظار گاہ میں اسی کیفیت میں بیٹھنے کے باوجود جب اس کیفیت پر قابو نہ پاسکا تو انتظار گاہ سے باہر نکل کر ٹہلنے لگا۔ دعاؤں کیساتھ اس کیفیت سے نکلنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہا۔

دوران ملازمت حضور کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر مدد

اسی طرح ایک اور واقعہ جو سال 2003ء کا کچھ اسطرح ہے کہ میری ملازمت سے ریٹائر ہونے میں چند ماہ رہ گئے تھے اور میں ایک سیمی گورنمنٹ ادارہ میں بطور مینیجنگ ڈائریکٹر ڈیپوٹیشن فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ اسکا عرصہ بھی اختتام پذیر ہو چکا تھا مگر واپس میرے محکمہ میں تعیناتی نہ ہو رہی تھی۔ جس کا باعث میرے محکمہ کے سیکرٹری حکومت پنجاب کا معاندانہ رویہ تھا اور مجھے خدشہ تھا کہ سروس بریک آجائے گی اور پنشن ملنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان صاحب سے ملاقات کرکے واپس محکمہ میں تعیناتی کی بارہا کوشش کی مگر بے سود۔ ہر سول حکومت کے محکمہ پر ایک فوجی افسر نگران مقرر کیا گیا تھا۔ ایک دن اس فوجی نگران آفسر کے اسٹاف افسر سے ملکر اپنا ماجرا بیان کیا اور اسکے خلاف اپنے مذکورہ ثبوت پیش کرکے اپنی مشکل بتائی اور نگران آفیسر سے ملاقات کروانے کو کہا تو اسٹاف آفیسر نے بتایا کہ اس معاند آفیسر نے آپ کو ملازمت سے برخواست کرنے لئے کیس بنا کر گورنر کو بھیج رکھا ہے جو کہ زیر کاروائی ہے۔ اچھا ہوا آپ خود آ گئے۔ اپنے ثبوتوں والی فائل مجھے دے جائیں میں خود ہی بریگیڈیئر صاحب سے بات کرلونگا پھر جیسے وہ حکم دینگے آپ کو بتا دونگا۔ جب اسٹاف آفیسر سے ملاقات کر کے اپنے دفتر واپس آ رہا تھا تو راستہ میں خیال آیا کہ اگر بامر مجبوری مجھے کور کمانڈر صاحب سے ملنے کی ضرورت پیش آئی اور انہوں نے میری نالش سننے کے بعد اگر پوچھا کہ درپیش مشکل میں نے سیکرٹری صاحب کو بتائی ہے تو کیا جواب دونگا؟ کیونکہ اس مشکل کا علم تو مجھے آج میجر صاحب سے ملاقات کے دوران ہوا۔ اس سوچ کے تابع دفتر پہنچ کر میں نے مذکورہ افسر کو فون کیا اور ملاقات کا وقت مانگا انہوں نے فوراً آنے کو کہا جس سے اندازہ ہوا کہ میجر اسٹاف آفیسر کی ان سے ضرور بات ہوئی ہوگی جو انہوں نے نرم لہجہ اور منیر کہنے کی بجائے منیر جی کہہ کر پکارا۔ میں نے اگلے روز ملاقات کا وقت مانگا۔ اگلے روز جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے گورنر صاحب کے نام لکھی گئی درخواست کی سمری پڑھائی جس کے مطابق میرا تبادلہ واپس محکمہ میں کرنے کی منظوری دیئے جانا تحریر کیا گیا تھا۔ میں نے پڑھ کر فوراً اسے حضور انور کی قبولیت دعا کا نشان قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اگلے روز ہی تبادلہ ہوگیا۔ فوری طور پر پیارے آقا کو اس کی تحریری اطلاع بذریعہ فیکس دی اور دعا کی درخواست کی۔

محکمہ میں آکر پنشن کے کاغذات کی تیاری شروع کروادی

ریٹائرمنٹ سے پہلے منظور ہونے کیساتھ قابل ادا واجبات کا بھی تعین ہو گیا جو ریٹائر ہونے کے فوری بعد مل بھی گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد پیارے آقا کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے رخت سفر باندھا۔ خلافت خامسہ کے دربار میں پہلی بار حاضر ہوا۔ خلافت کا رعب دل میں تھا جو ہی مسکراتے رخ انور پر نظر پڑی تو عجیب شفقت کا اظہار ملا۔ مصافحہ اور بیٹھ جانے کو کہنے کے بعد فوراً ارشاد فرمایا آپ کا مسئلہ حل ہوگیا واجبات مل گئے۔ عاجز نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا ''اب آپ کیا کریں گے؟'' عرض کیا پیارے آقا میرے ساتھ تو آپ کی دعائیں تھیں اس لئے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے گا جو اس نے فرمائی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

منیر صاحب! الفضل میں آپ کا مضمون پڑھا بہت پیارا تھا

ملاقات کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ خاکسار اپنے بیٹے ڈاکٹر جہانزیب مسعود کی شادی میں شمولیت کے لئے امریکہ گیا۔ انکی نسبت مکرم چوہدری منیر احمد واقف زندگی جو ایم ڈی ٹیلی پورٹ امریکہ کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں کی دختر نیک اختر سے طے پائی ہوئی تھی۔ اس سفر میں بیٹے کی ریاست ویسٹ ورجینا جانے سے قبل عزیزہ کے تحائف پہنچانے کے لئے میری لینڈ گیا جہاں سے بائی ایر اوہایو ویسٹ ورجینیا جانا تھا۔ اس سفر کے لئے مکرم منیر احمد مجھے ڈیلس ایئرپورٹ چھوڑنے گئے۔ سامان بک کرواتے ہوئے میں نے ہینڈ کیری بھی بک کروادیا۔ یہ بات ذہن سے محو

ہوگئی کہ اس میں ضروری ادویات کے علاوہ ٹیلیفون ڈائریکٹری بھی رکھی ہوئی تھی ۔ بک کرواتے وقت اس امر کا خیال ہی نہ رہا کہ خدانخواستہ دوران سفرانکی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے۔سکیورٹی چیک پر حکام نے اتناوقت صرف کر دیا کہ جب فلائٹ روانہ ہونے والے گیٹ پر پہنچا تو فلائٹ ہاتھ سے نکل چکی تھی۔انتہائی پریشانی کے عالم میں کسٹمرسروسز کاؤنٹر پہنچا۔اپناماجرابیان کیا(جس کی تفصیل الفضل ربوہ کی 2007ء میں بیان کر چکاہوں)لیڈی آفیسر نے میری بپتہ سننے کے بعد کمپیوٹر پر کام کرنا شروع کر دیا اور ہنس کر مجھے کہا گڈ لک جنٹلمین ۔اوہایو کے لئے اگلی آخری فلائٹ رات دس بجے ہے اور اس میں صرف ایک ہی سیٹ باقی ہے ۔ اس میں آپ جاسکتے ہیں کہہ کر بورڈنگ کارڈ دے دیا۔ میں پریشان کہ مس ہونے والی فلائٹ پر مجھے آگے لینے کے لئے آنے والے جب مجھے نہ پائیں گے تو ہرمتعلقہ عزیز کے لئے یہ امر باعث تشویش ہوگا۔اورمشکل یہ کہ میرے پاس کسی کا بھی فون نمبر نہ تھااور نہ ہی زبانی یاد تھا۔تین گھنٹے ڈیلس ائیرپورٹ پر انتظار میرے لئے کسی ذہنی عذاب سے کم نہ تھا۔اور دعا کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ بس درود شریف اور دوسری دعاؤں کا ورد کرتا رہا اور ان دعاؤں کے ساتھ بیٹے کے فون نمبر کو یاد کرنے کی کوشش بھی کرتا رہا۔ فون بوتھ پر جاکر بالآخر جونمبر بار بار ذہن میں ملایا تو درست نکلا اور بیٹے سے بات ہوگئی۔ انہیں صورتحال سے آگاہ کرکے منیر صاحب کو میری لینڈ اورعزیزم ڈاکٹرانوارالدین کو اوہایو اطلاع دینے کی گزارش کی اس طرح یہ پریشانی قدرے رفع ہوئی۔ جب آئندہ سال پیارے آقا سے ملاقات ہوئی۔سلام، مصافحہ کرنے کے بعدمسکرا کرحضورفرمانے لگے۔منیر صاحب !الفضل میں آپ کا مضمون پڑھا بہت پیارا تھا۔ اللہ اللہ !قربان جاؤں اپنے پیارے امام پرکہ اتنی مصروفیت کے باوجود الفضل کا مطالعہ اور اس پرتقصیر نابکار کا مضمون یاد رکھنا۔سبحان اللہ!اللہ تعالیٰ نے اپنے خلفاء کو کیا اچھا قوت حافظہ عطاء فرمایا ہے۔ماشاءاللہ۔

پیارے آقا سے ایسی جرات سے سوال کرنا جیسے مبارک صدیقی صاحب نے کئے ہیں میرے چشم تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ جب بھی دربار خلافت میں دست بوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں، زبان گنگ ہو جاتی ہے ۔پیارے حضور انور کی نظرشفقت ہے کہ خود سوال کرکے بولنے کا موقع عطاء فرماتے ہیں اور ملاقات کا مقصد بھی پورا ہوجاتا ہے۔اس حوالے سے مزید دو واقعات یاد آرہے ہیں جن کا ذکر کئے دیتا ہوں۔

خوشی دوبالا ہوگئی

ایک مرتبہ حضور انور سے ملاقات کوئی ڈیڑھ منٹ جاری رہی جس کے بعد پیارے آقانے از راہ شفقت کھڑے ہوکر فوٹو بنوانے کا ارشاد فرمایا۔اس سے ملاقات کی خوشی دوبالا ہوگئی۔ رخصت ہونے سے قبل ایک بار پھر امام ہمام کے ساتھ مصافحہ اور دست مبارک کو بوسہ دینا نصیب ہوا جس کے ساتھ پیارے آقانے ہمارے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ اور خدا حافظ کی دعا کے ساتھ رخصت فرمایا۔میں حضور انور کے آفس سے باہر آ کرسوچتا رہا کہ اس دن کم ازکم تیس کے لگ بھگ ملاقات کرنے والے احباب تھے ان میں سے ہرایک کو کھڑے ہوکر ملنا اور کھڑے ہوکر خدا حافظ کہنے سے کم ازکم ساٹھ بار اٹھنے بیٹھنے سے کسقدر تھکاوٹ ہوتی ہوگی مگر اس رُخ روشن سے اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ باہر گاڑی میں بیٹھ کر احساس ہوا کہ دعائیہ خط اور نذرانہ پیش کرنا تو بھول ہی گیا۔ ہوا یہ کہ کمرہ ملاقات میں داخل ہونے تک اپنے گرم لباس میں جو زیب تن تھا دعائیہ خط کا لفافہ تلاش کرتا رہا جو نہ مل سکا اور ملاقات کے دوران تو پھراس طرف توجہ ہی نہ گئی۔جس کاافسوس مجھے اگلی ملاقات تک رہا۔ جب اگلے سال کے موسم سرما میں یہ لباس پہناتو وہ لفافہ ملا۔ اس سے پرانادکھ یاد آ گیا۔ یہاں تک کہ بار بار یوکے آنے کے باوجود ملاقات کئے بغیر واپس جانے کی بے ادبی کے خوف سے عجیب کشمکش میں مبتلا تھا کہ اسی دوران دوبارہ ملاقات کا بلاوا آ گیا۔ کانپتی ٹانگوں کیساتھ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بیٹھا ہی تھا کہ ملاقات کے لئے دفتر حضور انور میں داخل ہونے کا حکم ہوا جونہی السلام علیکم و رحمۃ اللہ کا پیارے آقا کو تحفہ پیش کیا، ساتھ آپ کے مسکراتے چہرہ مبارک پر نظر پڑی۔ اللہ اکبر !باہر والی تمام کیفیت کافور ہوگئی۔ پیارے آقانے اپنی نشست سے باہر آ کر مصافحہ کا شرف بخشا تو آپ کی شفقت بجلی کی طرح میرے جسم میں سرائیت کرگئی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ۔

بقیہ: آؤ! اُردو سیکھیں...... از صفحہ 12

تھا؟ کیاوہ کھارہی تھی؟ کیاوہ کھارہے تھے؟ کیاوہ کھارہی تھیں؟ کیا تم کھا رہے تھے؟ کیا آپ کھارہے تھے؟اب اگر کیا کی جگہ بدل دیں اور اسے فاعل کے بعد لے جائیں جو کہ ان جملوں میں وہ ہے۔تو پوچھنے والااس چیز کے بارے میں پوچھ رہا ہوگا جو کھائی جارہی ہے۔ جیسے وہ کیا کھارہا تھا؟

سوالیہ نفی جملے:ان جملوں میں سوال بھی ہوتا ہے اور اپنے موقف کی تصحیح بھی کروائی جاتی ہے۔ جیسے کیا وہ نہیں کھارہا تھا؟ وہ کیوں نہیں کھارہا تھا؟ وہ کیسے کھارہا تھا؟

دوسری صورت کے جملے

اس صورت میں عادت یامستقل رویے کااظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے وہ کھاتا تھا۔وہ کھایا کرتا تھا۔ وہ کھاتا رہتا تھا۔ان تینوں صورتوں میں کہنے والا یہ نہیں کہ رہاکے جب میں نے اسے دیکھا تو وہ کھارہا تھا۔ بلکہ اس کی ایک مستقل عادت کی بات ہورہی ہے کہ وہ کھاتا تھا۔ دوسرے جملے میں یہ بتایا جارہاہے کہ فلاں چیزوہ کھایا کرتا تھامگر اب نہیں معلوم کہ وہ کھاتا ہے یا نہیں۔تیسری صورت میں یہ کہا گیاہے کہ کھانااس کی ایک پسندیدہ عادت تھی یعنی وہ بہت کھاتا تھا۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یورپین لوگ ایک قوم سے معاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی ترکیب عبارت ایسی رکھ دیتے ہیں کہ دراز عرصہ کے بعد بھی نئی ضرورتوں اور واقعات کے پیش آنے پر بھی اس میں استدلال اور استنباط کا سامان موجود ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آئندہ کی ضرورتوں کے مواد اور سامان موجود ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 225 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

معاہدہ: وہ قرارداد جوفریقین کے مابین ہو اور جس کی رو سے ہرفریق کسی کام کے کرنے یانہ کرنے کااقرار کرے، باہمی عہد و پیمان، عہد نامہ، قول وقرار، قانون۔Treaty

ترکیب عبارت: ترکیب یعنی بناوٹ، ساخت، وضع۔عبارت یعنی (زبانی یا تحریری) بیان، مضمون، تحریر، اسلوب (معنی یا مفہوم کے مقابل)، املا، تسوید، تحریر، متن، مضمون۔معاہدے کی تحریر کے لئے الفاظ کے چناؤ میں ایسی حکمت عملی یعنی strategy استعمال کی جاتی ہے جو بعد میں پڑنی والی ضرورتوں کو پورا کرسکے۔

ترکیب عبارت ایسی رکھ دیتے ہیں: یہاں رکھ دینا کا مطلب ہے باقاعدہ سوچ بچار اور منصوبہ بندی سے کسی چیز کو کسی چیز کا پوشیدہ فطرتی حصہ بنادینا۔ جوبعض مخصوص مواقع یا ضرورتوں میں خودکارطور پرحرکت میں آجائے یا مدد دے مگر عام حالات میں بظاہر پوشیدہ رہے یا بے اثر رہے جیسے انگریزی میں کہتے ہیں built-in

دراز عرصہ: دراز یعنی بہت طویل، پھیلا ہوا، کئی سالوں، مہینوں پہ مشتمل۔عرصہ یعنی وقت، مدت، زمانہ، دور، لمحہ، ساعت، منٹ وغیرہ Period/time span

پیش آنا: آگے آنا، رکاوٹ بننا۔

استدلال: دلیل پیش کرنا، سند لانا، دلیل، ثبوت، بحث۔یعنی دو قوموں میں ایک معاہدہ ہے اور کوئی نئی صورت حال یا ضرورت پیش آگئی تو معاہدے کے الفاظ میں ایسی گنجائش یا حکمت رکھی جاتی ہے کہ بحث ہوسکے اور نئے معاملات کو نمٹایا جاسکے۔

استنباط: معلوم باتوں سے نامعلوم بات دریافت کرنے کا عمل، چند باتوں کو ملا کرعقل کی مدد سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا۔ایک مضمون جو پہلے سے موجود ہو اس عقل و تدبر اور دلیل سے اضافہ کرنے کا عمل۔

سامان: گنجائش، امکان، علامات، اسباب، محرک۔

مواد: کسی چیز کی تیاری سے پہلے اس کے خام اجزا Raw material جس سے وہ چیز بنے گی، کسی شے کی تیاری کا بنیادی سامان، کسی چیز کے اجزائے ترکیبی ingredients، ضروری اجزا، لوازم، اسباب۔کوئی چیز جو کام کرنے یا ترقی دینے کے لیے خام شے کا کام دے۔کسی معاملے کے وہ تمام متعلقات جن سے وہ معاملہ صورت پذیر ہو، آثار، مبادی اور دلائل، دلیل، وجوہ، براہین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 39

اس سبق میں ہم وقت یا زمانہ کے لحاظ سے افعال یعنی Verb کی اقسام کے بارے میں بات کریں گے۔

ماضی

ا۔ ماضی مطلق 2۔ماضی ناتمام 3۔ماضی تمام 4۔شرطیہ 5۔ احتمالی

ماضی مطلق:اس میں صرف یہ پتا چلتا ہے کہ ایک فعل یا کام گزشتہ زمانے میں ہوا ہے۔ جیسے احمد گیا، اکبر بھا گا۔

ماضی مطلق بنانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ فعل یعنی Verb کے آخر میں الف بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے بھاگ سے بھا گا۔ اگر فعل کے آخر میں الف یا واؤ ہو تو بجائے الف کے یا بڑھا دیتے ہیں ۔مثلاً رو سے رو یا، کھا سے کھایا۔ ہونا سے ہوا اس قاعدے سے آزاد ہے۔یعنی یہ نہیں کہیں گے کہ فلاں کام ہو یا جبکہ فعل کہ آخر میں واؤ ہے بلکہ کہیں گے فلاں کام ہوا۔ اسی طرح جا سے گیا، کر سے کیا، اور مر سے مرا بھی بے قاعدہ یعنی Irregular verbs ہیں۔ پرانی اردو میں مرا سے موا بھی استعمال ہوتا تھا مگر اب مر سے مرا استعمال ہوتا ہے البتہ موا بطور صفت Adjective استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ادھ موا، موئی مٹی وغیرہ۔

ماضی ناتمام:اس میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں کام جاری تھا جیسے وہ کھا رہا تھا، یا کھاتا تھا۔ ان دونوں مثالوں میں سے جو دوسری مثال ہے وہ عادت یا مستقل رویے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے دو اور بھی طریقے ہیں جیسے کھایا کرتا تھا۔ کھاتا رہتا تھا۔اس کے علاوہ ماضی ناتمام ایک اور طرح سے بھی ظاہر کی جاتی ہے۔مثلاً کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا اکثر یہ صورت فعل یعنی Verb کے جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے جبکہ دو کام ماضی میں ایک ساتھ ہوتے رہے ہوں مثلاً میں ہر طرح منع کرتا تھا مگر وہ کھیلتا رہا۔ بارش ہوتی رہی اور وہ نہاتا رہا۔ ان صورتوں کے علاوہ ماضی ناتمام کی ایک چوتھی صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا، اور یہ صورت بھی وہی معنی دیتی ہے جو گزشتہ صورت دیتی ہے۔

پہلی صورت کے جملے

وہ (مذکر، واحد) کھا رہا تھا۔ یہاں فاعل ایک ہے اور مذکر ہے۔ وہ (مونث، واحد) کھا رہی تھی۔ یہاں فاعل ایک ہے اور مونث ہے اور اس وجہ سے رہا بدل کر رہی ہوگیا اور تھا بدل کر تھی ہوگیا۔ آپ نے ان باتوں کو ذہن نشیں کرنا ہے کہ مذکر اور مونث کی تبدیلی سے جملے کی ساخت میں کہاں کہاں تبدیلی ہوتی ہے۔ اگلا جملہ دیکھتے ہیں۔ وہ (مذکر، جمع) کھا رہے تھے۔ یہاں فاعل ایک سے زائد ہیں اور مذکر ہیں اس لئے رہا بدل کر رہے ہوگیا اور تھا بدل کر تھے ہوگیا۔ ایک اور جملہ دیکھئے۔ وہ (مونث، جمع) کھا رہی تھیں۔ یہاں فاعل ایک سے زائد ہیں اور مونث ہیں پس اس کے مطابق ہی امدادی فعل جسے انگریزی میں helping verbs کہا جاتا ہے میں تبدیلی آگئی ہے۔ ان فقرات میں رہا، رہی، رہے، تھا، تھی، تھے، تھیں امدادی فعل ہیں۔ ہم (مذکر، جمع) کھا رہے تھے۔ میں کھا رہا تھا۔

منفی جملے: اب اگر ہم نے ماضی ناتمام میں منفی جملے بنانے ہوں تو فعل سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسے ان جملوں میں کھانا فعل ہے تو اس سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیں گے۔ جیسے وہ نہیں کھا رہا تھا۔ ہم نہیں کھا رہے تھے۔

سوالیہ جملے: سوالیہ جملہ بنانے کے لئے جملے کے شروع میں یا فاعل کے بعد کیا، کیوں، کب، کیسے، کہاں وغیرہ لگاتے ہیں۔ تاہم ان الفاظ کی جگہ بدلنے سے مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔ جیسے کیا وہ کھا رہا

بقیہ صفحہ 11 پر

فقہی کارنر

بیمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

بیمہ کی وہ ساری کی ساری اقسام جو اس وقت تک ہمارے علم میں آچکی ہیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر کوئی کمپنی یہ شرط کرے کہ بیمہ کرانے والا کمپنی کے فائدہ اور نقصان میں شامل ہوگا تو پھر بیمہ کرانا جائز ہوسکتا ہے ..... ہاں ایک طرح کا بیمہ جائز ہے اور وہ یہ کہ مجبوراً کرانا پڑے جیسے بعض محکموں میں گورنمنٹ نے ضروری کر دیا ہے کہ ملازم بیمہ کرائیں۔ یہ چونکہ اپنے اختیار کی بات نہیں ہوتی اس لئے جائز ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ موجود ہے۔ آپ نے فرمایا ہے پراویڈنٹ فنڈ جہاں مجبور کر کے جمع کرایا جاتا ہے وہاں اس رقم پر جو زائد ملے وہ لے لینا چاہئے۔

(الفضل 7 جنوری 1930ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اکرام اولاد اور حسنِ آداب کی تلقین

والدین اپنے بچوں کو ’’والدین کی اطاعت و اکرام‘‘ کی طرف تو بہت توجہ دلاتے ہیں جو کہ بہت خوش آئند بات ہے، مگر ہم میں سے اکثر رسولِ کریمؐ کے اس فرمان کو کلیۃً فراموش کر دیتے ہیں کہ: ’’اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو احسن آداب سکھاؤ‘‘ بچوں کی عزت نفس کا خیال رکھنا،ان کی غلطی کی نشاندہی احسن رنگ میں کرنا نہ یہ کہ دوسروں کے سامنے بچوں کو ڈانٹنا،ان سے مشورہ کرنا اور ان کی رائے کا احترام کرنا، بچوں کی بات غور سے سننا یہ سب باتیں بچوں کی شخصیت پر مثبت اثر ڈالنے کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں میں والدین کا عزت اور احترام بڑھاتی ہیں۔

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

31مارچ2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:58	18:35
مدینہ منورہ	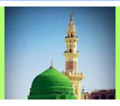	04:56	18:37
قادیان		04:56	18:47
ربوہ		04:36	18:27
اسلام آباد ٹلفورڈ	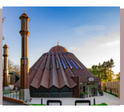	05:12	19:34